www.KitaboSunnat.com

حافظ فہد اللہ مراد☆

جمع عثمانی رِوایات کے آئینے میں

جمع عثمانی کے سلسلہ میں عام طور پر امام بخاری رحمہ اللہ کی نقل کردہ حدیث بروایت سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ پر ہی اعتماد کیا جاتا ہے جس میں ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے تیار کردہ صحف جو سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس موجود تھے، کی مزید نقول تیار کروا کر حکومتی سطح پر نشر کر دی تھیں لیکن روایات کی تفصیلی جائزہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ صرف نقول ہی نہیں تھیں بلکہ ایک باقاعدہ جمع تھی۔ زیر نظر مضمون میں جمع عثمانی کی حقیقی نوعیت، جو روایات کے تناظر میں سامنے آتی ہے، کی وضاحت کی گئی ہے، یقیناً صاحبانِ فکر و دانش مسئلہ کے اس پہلو پر بھی غور فرمائیں گے اور اپنی مؤقر آراء سے مطلع فرمائیں گے۔ [ادارہ]

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ «خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ» . [صحيح البخاري: ٢٦٥٢] پر جب نظر پڑتی ہے تو سر احسان و نیازمندی کے ملے جلے تاثرات سے جھک جاتا ہے کہ واقعتاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کا زمانہ خیر القرون تھا، کیونکہ اس میں بنی نوع اِنسان کی راہ روی اور اسلام کی سربلندی کے لیے وہ محنتیں اور کوششیں ہوئی ہیں کہ جس کی مثال آئندہ جمیع قرون میں پیش کرنا مشکل ہے۔ یقیناً وہ لوگ اس قابل تھے کہ اُنہیں یہ ذمہ داری سونپی جاتی کہ وہ دینِ الٰہی اور شرع اللہ کو اپنی مکمل تشریحات کے ساتھ آئندہ نسلوں تک منتقل کریں، بلا شبہ وہ طائفہ فائزہ اپنے اس مقصد میں بامراد ہوا ہے۔

ان جملہ ذمہ داریوں میں سے اَہم ترین ذمہ داری یہ تھی کہ ہدایت سماوی کے آخری ربانی صحیفہ کو محفوظ اور غیر متبدل شکل میں ہم تک پہنچایا جائے۔ ہمارا یہ قطعی ایمان ہے کہ وہ پیام اَیزدی آج اپنی سو فیصد اَصلی اور حقیقی شکل میں ہمارے درمیان موجود ہے۔ الحمد لله على ذلك .

اِس سلسلہ میں خیر القرون میں جو سب سے اَہم کام ہوا ہے وہ سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے کیا ہے۔ اس کام کی تفصیلی نوعیت کیا تھی۔ ذیل میں آپ کے گوش گزار کرتے ہیں۔

رِوایات کے آئینہ میں جمع عثمانی کی حقیقت

جمع عثمانی کے سلسلہ میں کتب فنون میں کئی ایک رِوایات منقول ہیں۔ ہم ذیل میں صرف انہی روایات کا تذکرہ کریں گے، جن میں دیگر کے مقابلہ میں کچھ زائد فوائد ہوں گے۔ تاکہ روایات میں موجود بحث کا ہر پہلو سامنے آجائے۔ تکرار سے حتی المقدور اِجتناب کریں گے اور ہر روایت کو ذکر کرنے کے بعد یہ التزام کریں گے کہ اس روایت سے حاصل شدہ اِضافی نکات کو آخر میں ذکر کر دیں۔

☆ فاضل کلیۃ القرآن، جامعہ لاہور الاسلامیہ ورکن مجلس التحقیق الاسلامی، لاہور

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❶ عن أنس بن مالك قال: إن حذيفه بن اليمان قدم على عثمان وكان يغازي أهل الشام في فتح آرمينية وآذربيجان مع أهل العراق فافزع حذيفة اختلافهم في القراءة. فقال حذيفة لعثمان: يا أمير المؤمنين! أدرك هذه الأمة قبل أن يختلفوا في الكتاب اختلاف اليهود والنصارىٰ. فأرسل عثمان إلى حفصة أن أرسلي إلينا بالصحف ننسخها في المصاحف ثم نردها إليك، فأرسلت بها حفصة إلى عثمان. فأمر زيد بن ثابت وعبدالله ابن زبير وسعيد بن العاص وعبدالرحمن بن الحارث بن هشام فنسخوها في المصاحف، وقال عثمان للرهط للقريشين الثلاثة: "إذا اختلفتم أنتم وزيد بن ثابت في شيء من القرآن فاكتبوه بلسان قريش، فإنما نزل بلسانهم". ففعلوا حتى إذا نسخوا الصحف في المصاحف رد عثمان الصحف إلى حفصة فأرسل إلى كل أفق بمصحف مما نسخوا، وأمر بما سواه من القرآن في كل صحيفة أو مصحف أن يحرق.

[صحيح البخاري:۴۹۸۷]

''جناب اَنس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ سیدنا حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے وہ آرمینیہ اور آذربیجان کے محاذ پر مسلمانوں کی ہمراہ جنگ میں شریک تھے۔اَہل عراق کے قراءت میں اختلاف نے ان کو شدید خوف زَدہ کردیا، تو سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا: اَے امیرالمؤمنین! اس اُمت کی خبر لیجئے اس سے پہلے کہ یہ یہود ونصاریٰ کی طرح کتاب اللہ میں اختلاف شروع کردیں۔تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو پیغام بھیجا کہ وہ صحف کو میرے پاس بھیج دیں ہم اُسے مصاحف میں نقل کرکے لوٹا دیں گے۔سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے وہ صحف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف بھیج دیئے۔آپ نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، سعید بن العاص رضی اللہ عنہ وعبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ کو حکم دیا۔اُنہوں نے اُسے مصاحف میں نقل کردیا اور ساتھ تین قریشی صحابہ کو کہا کہ جب تمہارے اور زَید کے مابین اختلاف ہوتو لسان قریش میں لکھو، کیونکہ قرآن انہی کی لغت میں اُترا ہے۔ لہٰذا اُنہوں نے ایسا ہی کیا اور صحف سے قرآن کریم کو مصاحف میں منتقل کردیا اور صحف سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو لوٹا دیئے اور باقی جمیع مصاحف کو جلانے کا حکم دے دیا۔''

فوائد: مذکورہ رِوایت میں جمع عثمانی کی اِجمالی تصویر دکھائی دیتی ہے۔جس سے درج ذیل باتیں سامنے آئی ہیں:

① آرمینیہ اور آذربیجان کے موقع پر مسلمانوں کا قراءت میں اِختلاف رونما ہونا دوبارہ جمع کا محرک بنا ہے۔

② اِس میں معیار صحف ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بنایا گیا ہے۔

③ کاتبین حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، سعید بن عاص رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ تھے۔

④ اِن مصاحف کو مرتب کرنے کے بعد دیگر جمیع غیر مصدقہ اور ذاتی مصاحف کو جلا دیا گیا۔

❷ عن زيد بن ثابت قال: فقدت آية من سورة الأحزاب حين نسخنا المصاحف قد كنت أسمع من رسول الله ﷺ يقرأ بها فالتمسناها فوجدناها مع خزيمة بن ثابت الأنصارى: ﴿ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ ﴾ فألحقناها في سورتها في المصحف.

[صحيح البخاري: ۴۹۸۸]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے سورۃ الاحزاب کی آیت (نمبر۲۳) ﴿ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عٰهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ﴾ کو گم پایا۔ حالانکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی تلاوت کرتے ہوئے سنا تھا۔ ہم نے اس کی مزید تلاش و بسیار کی تو بالآخر یہ ہمیں خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس مل گئی۔ پس ہم نے اُسے مصحف میں شامل کرلیا۔''

فائدہ: مذکورہ روایت میں صرف یہ بات مذکور ہے کہ دوران جمع کوئی بھی فرد سورۃ احزاب کی مندرجہ بالا آیت نہیں لایا تھا۔ جسے بعد میں خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے اَخذ کیا گیا۔

٣ عن أنس بن مالك الأنصاري أنه اجتمع لغزوة آذربيجان وآرمينيه أهل الشام وأهل العراق قال: فتذاكروا القرآن فاختلفوا فيه حتى كاد يكون بينهم فتنة. قال: فركب حذيفه ابن اليمان -لما رأى من اختلافهم في القرآن- إلى عثمان فقال: إن الناس قد اختلفوا في القرآن حتى والله أخشى أن يصيبهم ما أصاب اليهود والنصارىٰ من الاختلاف. قال: ففرع لذلك عثمان فزعاً شديداً، فأرسل إلى حفصة فاستخرج الصحيفه التي كان أبوبكر أمر زيداً بجمعها فنسخ منها مصاحف فبعث بها إلى الآفاق فلما كان مروان أمير المدينة أرسل إلى حفصة يسألها الصحف ليحرقها وخشي أن يخالف بعض الكتاب بعضاً فمنعته أياه۔ [كتاب المصاحف:٢٧]

''مالک بن انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اہل شام اور اہل عراق آرمینیہ اور آذربیجان کے غزوہ پر اکٹھے ہوئے۔ ان کی قرآن کریم پر باہم گفتگو ہوئی جس سے اختلاف اِس قدر شدت اِختیار کرگیا کہ بہت بڑے فتنے کا اَندیشہ پیدا ہوگیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھا تو اَمیر المؤمنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ لوگ قرآن کریم میں باہم مختلف ہوگئے ہیں۔ بخدا اگر ایسا ہی ہوتا رہا تو مسلمان بھی یہود و نصاریٰ کی طرح اختلاف کا شکار ہوجائیں گے۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سنا تو بہت زیادہ پریشان ہوگئے اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی طرف پیغام بھیج کر، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حکم پر زید کے جمع کردہ، صحائف منگوائے۔ اُن سے مزید مصاحف تیار کروائے اور ہر طرف بھیج دیئے۔ جب مروان مدینہ کے اَمیر مقرر ہوئے تو سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے صحف ابی بکر کے متعلق کہا کہ مجھے اَرسال کردیں تاکہ اُنہیں جلا دیا جائے اور مخالفت کتاب کا ڈر ختم کیا جائے۔ لیکن سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے اُسے تلف کرنے سے روک دیا۔''

فائدہ: اِس روایت میں بخاری والی روایت کی طرح جمع عثمان کا اِجمالی تعارف اور اس کے اَسباب مذکورہ ہیں۔ اِضافہ صرف اِس بات کا ہے کہ مروان نے اپنے دور خلافت میں سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے بغرض تلف صحف ابی بکر کو منگوائے لیکن اُنہوں نے اس سے اِنکار کردیا۔

ابن شہاب زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے سالم بن عبداللہ نے بیان کیا ہے کہ جب سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا وفات پا گئیں تو مروان بن حکم نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے وہ مصاحف منگوا لیے اور اُنہیں تلف کردیا۔ [کتاب المصاحف:٢٣]

٤ عن أبي قلابة قال: لما كان في خلافة عثمان جعل المعلم يعلم قرائة الرجل والمعلم يعلم قراءة الرجل فجعل الغلمان يلتقون فيختلفون، حتى ارتفع ذلك إلى المعلمين قال: حتى كفر بعضهم بقراءة بعض، فبلغ ذلك عثمان فقام خطيباً، فقال: أنتم عندي

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تختلفون وتلحنون، من نأى عني من الأنصار أشد فيه اختلافاً ولحناً، اجتمعوا ياأصحاب محمد! فاكتبوا للناس إماماً .

[كنز العمال في سنن الأقوال:۵۸۲/۲، ط/خامسة، مؤسسة الرسالة]

’’ابی قلابہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں معلمین قرآن مختلف اَفراد کی قراءات سکھلاتے ، بعد میں جب بچے آپس میں ملتے تو قراءت میں اِختلاف کرتے حتیٰ کہ یہ بات معلّمین تک پہنچ گئی۔ ایوب، راوی حدیث کہتے ہیں کہ مجھے یقینی علم نہیں ہے کہ اُنہوں نے کہا ہو کہ معلّمین نے آپس میں ایک دوسرے کی تکفیر شروع کردی۔ جب یہ بات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو اُنہوں نے خطبہ اِرشاد فرمایا کہ تم میرے پاس رہ کر اس قدر اختلاف کا شکار ہوگئے ہو اور قرآن میں غلط باتیں کہتے ہو تو وہ لوگ جو مجھ سے دور ہوں گے ان کی کیا حالت ہوگی وہ تو تم سے بھی زیادہ اختلاف اور غلطیوں کا شکار ہوں گے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ’’اے اَصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم جمع ہو جاؤ اور لوگوں کے لیے ایک مصحف اِمام لکھ دو۔‘‘

فوائد

① مدینہ میں بھی معلمین کے مابین قراءت کے اِختلاف رونما ہوئے تھے۔ جمع قرآن کے اَسباب میں سے یہ بھی ایک سبب ہے۔

② حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے صحابہ کے اِجماع سے یہ کام سراَنجام دیا۔

③ دور اور قریب کے جمیع بلاد میں شدت سے اِختلافات پیدا ہونا شروع ہوگئے تھے۔

❺ قال أبوقلابة حدثني مالك قال: كنت فيمن أملي عليهم فربما اختلفوا في آلاية فيذكرون الرجل قد تلقاها من رسول الله ﷺ ولعله أن يكون غائباً أو في بعض البوادي فيكتبون ما قبلها وما بعدها ويدعون موضعها حتى يجيء أو يرسل إليه، فلما فرغ من المصحف كتب إلى أهل الأمصار: ”أني قد صنعت كذا، محوت ما عندي، فامحوا ما عندكم . “ [کتاب المصاحف:۷۵]

’’ابوقلابہ فرماتے ہیں کہ مجھے مالک بن انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ میں ان لوگوں میں موجود تھا جو مصاحف کی اِملاء کرواتے تھے۔ جب کبھی کسی آیت میں اختلاف ہوتا تو پھر اس فرد کا ذکر کرتے جس نے اس آیت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بالمشافہ لیا ہوتا۔ اگر وہ غائب ہوتا یا شہر سے باہر بادیہ میں ہوتا تو اس سے ماقبل اور مابعد لکھ لیا جاتا اور اس جگہ کو چھوڑ دیا جاتا یہاں تک کہ وہ آدمی خود آجاتا یا اُسے بلا لیا جاتا۔ جب اس تمام کام سے فارغ ہوگئے تو اسے جمیع اَمصار میں بھیج دیا گیا۔ اور ساتھ یہ لکھا کہ میں نے یہ کام کیا ہے۔ میرے پاس اس کے علاوہ جو کچھ موجود تھا میں نے اُسے ختم کردیا ہے تم بھی ختم کردو۔‘‘

فوائد

① کاتبین مصاحف میں جناب مالک بن اَنس رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔

② جب کاتبین وحی کے مابین اختلاف ہوجاتا تو اس شخص کا اِنتظار کیا جاتا جس نے وہ آیت بالمشافہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے لی ہوتی۔ یعنی پوری طرح تصدیق کرنے کے بعد آیت کو درج کیا جاتا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

③ اَمیرالمؤمنین کی طرف سے تمام اَمصار و بلاد کی طرف باقاعدہ فرمان جاری کیا گیا کہ مصاحفِ عثمانیہ کے علاوہ دیگر جمیع مصاحف کو ختم کردیا جائے۔

❻ عن مصعب بن سعد قال: قام عثمان فخطب الناس فقال: ”أيها الناس عهدكم بنبيكم منذ ثلاث عشرة وأنتم تمترون في القرآن، وتقولون قراءة أبيّ وقراءة عبدالله!؟ يقول الرجل: والله! ما تقيم قراءتك فأعزم على كل رجل منكم ما كان معه من كتاب الله شيء لما جاء به، فكان الرجل يجيء بالورقة والأديم فيه القرآن، حتى جمع من ذلك كثرة، ثم دخل عثمان فدعاهم رجلاً رجلاً فناشدهم لسمعت من رسول الله ﷺ وهو أملاه عليك؟ فيقول: نعم، فلما فرغ من ذلك عثمان، قال: من أكتب الناس؟ قالوا: كاتب رسول الله ﷺ زيد بن ثابت، قال: فأي الناس أعرب؟ قالوا: سعيد بن العاص، قال عثمان: فليمل سعيد وليكتب زيد، وكتب زيد، وكتب مصاحف ففرقها في الناس، فسمعت بعض من أصحاب محمد ﷺ يقول قد أحسن.“

[المصاحف لابن أبی داود:۱/۸۱]

”مصعب بن سعد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے خطبہ اِرشاد فرمایا اور کہا: اَے لوگو! تمہارے نبی ﷺ کو گئے تو ابھی صرف تیرہ برس گزرے ہیں، تم نے ابھی سے قرآن میں شک کرنا شروع کردیا ہے۔ اور کہتے ہو قراءت اُبی، قراءت عبداللہ اور ایک آدمی کھڑا ہوکر کہتا ہے میں تمہاری قراءت کو درست نہیں مانتا۔ انہوں نے ان میں سے ہر شخص کو قسم دی کہ اس کے پاس قرآن کی صورت میں جو کچھ بھی موجود ہے لے آئے۔ تو لوگ ورق اور چمڑے کی ٹکڑے وغیرہ لے کر حاضر ہوتے رہے۔ جب قرآن بکثرت جمع ہوگیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ داخل ہوئے اور ہر ایک کو بلا کر اس سے قسم لی کہ کیا تو نے یہ رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے اور آپ ﷺ نے تجھے اِملاء کروایا ہے؟ تو وہ شخص ہاں میں جواب دیتا۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس کام سے فارغ ہوئے تو کہا۔ لوگوں میں سب سے بڑا کاتب کون ہے؟ لوگوں نے جواب دیا: اللہ کے رسول ﷺ کے کاتب زید بن ثابت رضی اللہ عنہ۔ پھر پوچھا سب سے بہتر عربی دان کون ہے؟ عوام نے جواباً کہا: سعید بن عاص رضی اللہ عنہ۔ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا سعید اِملاء کروائیں اور زید لکھیں۔ چنانچہ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے قرآن کریم کو لکھا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اُسے لوگوں میں پھیلا دیا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے بعض صحابہ سے سنا کہ وہ کہہ رہے تھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کیا خوب کام کیا ہے۔“

فوائد

① لوگوں میں اِنکارِ قراء ات کا فتنہ پرورش پا رہا تھا۔

② حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جمیع صحابہ کو قسم دے کر کہا کہ تمہارے پاس جو کچھ قرآن ہے لے آؤ۔ تو لوگ سب کچھ لے کر حاضر ہوگئے۔

③ جب وہ لوگ لے کر حاضر ہوگئے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرداً فرداً ہر ایک سے قسم لی کہ کیا یہ تم نے اللہ کے رسول ﷺ سے سنا ہے اور آپ ﷺ نے تمہیں اس کی اِملاء کروائی ہے؟ تو وہ اِثبات میں جواب دیتے۔

④ آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے دریافت کیا کہ بہترین کاتب اور عربی دان کون ہے لوگوں نے حضرت زید رضی اللہ عنہ اور سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کا نام لیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑤ بعد اَزاں اِن مصاحف کو سرکاری سطح پر بلادِ اسلامیہ میں پھیلا دیا گیا۔
⑥ دیگر صحابہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اس کام کی تحسین فرمائی ہے۔

٧ عن كثير بن أفلح قال: لما أراد عثمان أن يكتب المصاحف جمع له اثني عشر رجلاً من القريش والأنصار، فيهم أبي بن كعب و زيد بن ثابت، قال: فبعثو إلى الربعة التي في بيت عمر فجيء بها. قال: وكان عثمان يتعاهدهم، فكانوا إذا تدارءوا في شيء أخروه. [تفسير ابن كثير: ٣٢/١]

”کثیر بن افلح رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کتابت مصاحف کا ارادہ کیا تو قریش اور اَنصار میں سے بارہ اَفراد جمع کیے، جن میں اُبي بن کعب رضی اللہ عنہ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ راوی کہتے ہیں، وہ سب (افراد) اُن صحائف کی طرف بھیجے گئے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے گھر پڑے ہوئے تھے۔ ان کو لایا گیا، کثیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں خود حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان پر نگرانی کر رہے تھے اور کاتبین جب کسی مسئلہ میں فیصلہ نہ کر پاتے تو اُسے مؤخر کر دیتے۔“

فوائد

① قریش اور انصار کے بارہ لوگوں کو کتابت کے لیے منتخب کیا گیا تھا جن میں حضرت زید رضی اللہ عنہ اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔
② حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کام کی باقاعدگی نگرانی فرما رہے تھے۔
③ بعض دفعہ کسی آیت میں اِختلاف ہوجاتا تھا جس پر مزید تصدیق کے لیے اس کی کتابت مؤخر کر دی جاتی۔
④ جمع وتدوین کا یہ کام اِنتہائی جانچ پڑتال کے ساتھ پوری نگرانی میں ہو رہا تھا۔

٨ عن خارجة بن زيد بن ثابت، عن أبيه زيد، قال: لما قتل أصحاب رسول الله ﷺ باليمامة، دخل عمر بن الخطاب على أبي بكر فقال: إن أصحاب رسول ﷺ باليمامة تهافتوا تهافت الفراش في النار، وإني أخشى أن لا يشهدوا موطنا إلا فعلوا ذلك حتى يقتلوا. وهم حملة القرآن. فيضيع القرآن و ينسى، فلو جمعته و كتبته! فنفر منها أبوبكر وقال: أفعل ما لم يفعل رسول الله ﷺ! فتراجعا في ذلك. ثم أرسل أبوبكر إلى زيد بن ثابت، قال زيد: فدخلت عليه و عمر محزئل(١) فقال أبوبكر: إن هذا قد دعاني إلى أمر فأبيت عليه، وأنت كاتب الوحي. فإن تكن معه اتبعتكما، وإن توافقني لا أفعل. قال: فاقتص أبوبكر قول عمر، وعمر ساكت، فنفرت من ذلك، وقلت: نفعل ما لم يفعل رسول الله ﷺ! إلى أن قال عمر كلمة: ”وما عليكما لو فعلتما ذلك؟“ قال: فذهبنا ننظر، فقلنا: لا شيء والله! ما علينا في ذلك شيء! قال زيد: فأمرني أبوبكر فكتبته في قطع الأدم وكسر الأكتاف والعسب. فلما هلك أبوبكر وكان عمر، كتب ذلك في صحيفة واحدة، فكانت عنده. فلما هلك، كانت الصحيفة عند حفصة زوج النبي ﷺ. ثم إن حذيفة بن اليمان قدم من غزوة كان غزاها بمرج أرمينية، فلم يدخل بيته حتى أتى عثمان بن عفان فقال: يا أمير المؤمنين! أدرك الناس! فقال عثمان: ”وما

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذلك؟" قال غزوت مرج أرمينية، فحضرها أهل العراق وأهل الشام، فإذا أهل الشام يقرؤون بقراءة أبي بن كعب، فيأتون بما لم يسمع أهل العراق، فتكفرهم أهل العراق. وإذا أهل العراق يقرؤون بقراءة ابن مسعود، فيأتون بما لم يسمع به أهل الشام، فتكفرهم أهل الشام. قال زيد: فأمرني عثمان بن عفان أكتب له مصحفاً، وقال: إني مدخل معك رجلا لبيباً فصيحاً، فما اجتمعتما عليه فاكتباه، وما اختلفتما فيه فارفعاه إلي. فجعل معه أبان بن سعيد بن العاص، قال: فلما بلغنا ﴿إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ﴾ [البقرة:٢٤٨] قال: زيد فقلت: "التابوه" وقال أبان بن سعيد: "التابوت" فرفعنا ذلك إلى عثمان فكتب: "التابوت" قال: فلما فرغت عرضته عرضة، فلم أجد فيه هذه الآية: ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا﴾ [الاحزاب:٢٣] قال: فاستعرضت المهاجرين أسألهم عنها، فلم أجدها عند أحد منهم، ثم استعرضت الأنصار أسألهم عنها، فلم أجدها عند أحد منهم، حتى وجدتها عند خزيمة بن ثابت، فكتبتها، ثم عرضته عرضة أخرى، فلم أجد فيه هاتين الأيتين: ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ ○ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ﴾ [التوبة:١٢٨، ١٢٩] فاستعرضت المهاجرين، فلم أجدها عند أحد منهم، ثم استعرضت الأنصار أسألهم عنها فلم أجدها عند أحد منهم، حتى وجدتها مع رجل آخر يدعى خزيمة أيضاً، فأثبتها في آخر "براءة" ولو تمت ثلاث آيات لجعلتها سورة على حدة۔ ثم عرضته عرضة أخرى، فلم أجد فيه شيئا، ثم أرسل عثمان إلى حفصة يسألها أن تعطيه الصحيفة، وحلف لها ليردنها إليها فأعطته إياها، فعرض المصحف عليها، فلم يختلفا فى شيء۔ فردها إليها، وطابت نفسه، وأمر الناس أن يكتبوا مصاحف۔ فلما ماتت حفصة أرسل إلى عبدالله بن عمر في الصحيفة بعزمة، فأعطاهم إياهافغسلت غسلاً."

''زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، جب شمع نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کے پروانے یمامہ میں اپنی جانوں کے نذرانے پیش کر رہے تھے تو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ اَصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر اس طرح جانیں نچھاور کی ہیں، جس طرح شمع پر پروانے قربان ہوتے ہیں اور مجھے یہ ڈر ہے کہ وہ اپنے گھروں کو لوٹنے کی بجائے اس وقت تک گستاخانِ نبوت کے خلاف برسرپیکار رہیں گے جب تک جام شہادت نوش نہیں کر لیتے اور وہ سارے کے سارے وہ لوگ ہیں جو حاملین قرآن ہیں ان کی شہادت سے قرآن کے ضیاع کا خطرہ ہے، کیوں نہ ہو کہ ہم قرآن کریم کو ایک جگہ جمع کر لیں اور لکھ لیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ اس کام کو کرنے سے ہچکچائے اور کہا کہ میں وہ کام کیسے کروں جو آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا، شیخین کے مابین اس موضوع پر گفتگو جاری رہی۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بلایا۔ سیدنا زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں ان کے ہاں پہنچا تو میں نے دیکھا کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جناب عمر رضی اللہ عنہ پریشان حال بیٹھے ہیں تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: کہ یہ مجھے ایک کام کے بارے میں اِصرار کرتے ہیں جبکہ میں نے اِنکار کردیا ہے۔ آپ کاتب وحی ہیں اگر آپ ان کے ساتھ متفق ہیں تو میں آپ کا ساتھ دوں گا لیکن اگر آپ میری رائے سے اتفاق کریں تو تب میں یہ کام نہیں کروں گا۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا ہم وہ کام کیسے کریں جو رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا؟ تب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایک کلمہ کہا: 'اگر تم یہ کرلو تو تم پر کیا بوجھ آپڑے گا' زید رضی اللہ عنہ کہتے، کہ ہم نے غوروخوض کی غرض سے مجلس برخاست کردی۔ جب ہم نے اس کے جملہ پہلوؤں پر نظر دوڑائی تو پتہ چلا کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔ تب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے جمع کرنے کا حکم دیا جسے میں نے کھجور کے پتوں، ہڈیوں، چمڑے اور کاغذ کے ٹکڑوں میں سے جمع کرلیا۔ جب سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ راہی آخرت ہوئے اور خلافت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے سپرد ہوئی تو اُنہوں نے دوبارہ اُسے ایک صحیفہ میں لکھوایا اور اپنے پاس محفوظ رکھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد وہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے ہاں منتقل ہوگیا۔ پھر ایک روز سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ اچانک آرمینیہ کی جنگ سے لوٹے اور اپنے گھر جانے کے بجائے سیدھے اَمیر المؤمنین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا۔ اے امیر المؤمنین، لوگوں کی خبر لیجئے، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے پوچھا ماجرا کیا ہے تو انہوں نے عرض کیا میں ابھی ابھی مرج آرمینیہ سے لوٹا ہوں جہاں اہل شام اور اہل عراق جہاد میں مشغول ہیں۔ اہل عراق سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءات پڑھتے ہیں اور اہل شام جناب ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی قراءت پر ہیں جبکہ دونوں نے ایک دوسرے کی قراءات کو سنا تو اس کا اِنکار کردیا اور بات اس قدر بڑھی کہ دونوں ایک دوسرے کی تکفیر کرنے لگے۔ سیدنا زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مجھے بلا کر اپنے لیے ایک مصحف لکھنے کا کہا اور ساتھ یہ بھی کہا کہ ہم بطور معاون آپ کو ایک فصیح اللسان اور ذہین شخص فراہم کریں گے، جس پر تم دونوں متفق ہوجاؤ اُسے لکھ لو اور جس پر تمہارا اختلاف ہوجائے تو میری طرف رجوع کرو۔ لہٰذا انہوں نے اَبان بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کو میرا معاون مقرر کیا، جب ہم ﴿إِنَّ ءَايَةَ مُلْكِهِۦٓ أَن يَأْتِيَكُمُ ٱلتَّابُوتُ﴾ [البقرہ: ۲۴۸] پر پہنچے تو میں نے کہا: ﴿التابوه﴾ جبکہ ابان رضی اللہ عنہ نے کہا: ﴿اَلتابوت﴾ ہے۔ ہم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف رجوع کیا تو انہوں نے التابوت تائے طویلہ کے ساتھ لکھا۔ کہتے ہیں کہ جب میں کتابت سے فارغ ہوا تو میں نے پورے مصحف کی مراجعت کی تو میں نے ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ...﴾ آیت نہ پائی۔ تو میں نے مہاجرین سے کہا کہ کسی کے پاس یہ آیت موجود ہے؟ تو ان کے پاس نہ پایا پھر میں نے انصار سے سوال کیا تو خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مل گئی جسے میں نے لکھ لیا اور دوسری بار پھر مراجعت کی تو سورۃ توبہ کی دو آخری آیات نہیں تھیں۔ مہاجرین اور انصار سے اس بارے میں دریافت کیا تو ان کے پاس نہ پائیں بالآخر خزیمہ نامی صحابی کے پاس مل گئیں جسے میں نے درج کرلیا۔ زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اگر ایسی تین آیات مجھے مل جاتیں تو میں ایک علیحدہ سورۃ بنا دیتا۔ اس کے بعد میں نے مزید ایک دفعہ مراجعت کی تو میں نے ہر طرح سے مکمل پایا۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے مصحف منگوایا اور وعدہ کیا کہ یہ واپس لوٹایا جائے گا۔ پھر ان دونوں مصاحف کا موازنہ کیا گیا۔ اور دونوں کو متفق پایا تو مطمئن ہوگئے اور لوگوں کو اس کے مطابق سیکھنے کا حکم دے دیا۔ جب سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا وفات پا گئی تو انہوں نے یہ مصحف سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے سپرد کردیا تو اُنہوں نے حکام کے حوالے کردیا جسے بعد میں دھو دیا گیا۔''

فوائد: جمع عثمان کے سلسلہ میں سب سے تفصیلی روایت یہی ہے۔ ہم جمع ابوبکر کی تفصیلات کو قصداً حذف کررہے ہیں:

① جمع کا سبب آرمینیہ اور آذربیجان کے موقع پر صحابہ کا اختلاف ہوا۔

② زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور ابان بن سعید بن عاص رضی اللہ عنہما کو جمع کے لیے مقرر کیا گیا۔ ثانی الذکر انتہائی فصیح اللسان شخص تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

③ التابوت کی تاء کے رسم میں اختلاف ہوا زید گول اور ابن عاص لمبی لکھنے کے قائل تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لغت قریش کے موافق تائے طویلہ کے ساتھ لکھوایا۔

④ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے تکمیل مصحف کے بعد دوبارہ مراجعت کی تو سورۃ احزاب کی آیت (نمبر۲۳)﴿ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا ﴾ گم پائی۔ تلاش کے بعد خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے مل گئی۔ دوسری مرتبہ پھر مراجعت کی تو سورۃ توبہ کی آخری دو آیات گم پائیں جو دوسرے صحابی ابوخزیمہ نامی شخص سے ملیں۔ تیسری مرتبہ مراجعت کی تو مکمل پایا۔

⑤ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے مصحف منگوا کر اس سے موازنہ کیا گیا تو دونوں کو یکساں پایا۔

⑥ اس مصحف کو آئندہ تعلیم وتعلم کے لیے مقرر کردیا گیا۔

⑦ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد اُس مصحف ابوبکر کو حکام کے حوالے کردیا گیا، جنہوں نے اُسے دھوڈالا۔

رِوایات مذکورہ کے علاوہ ہمیں کوئی بھی ایسی رِوایت نہیں مل سکی جس میں جمع عثمانی کی نوعیت کے بارے میں کچھ مزید بحث موجود ہو۔

رِوایات کی روشنی میں جمع عثمانی کی حقیقت

جمع عثمانی کے اَسباب ومحرکات

جمع عثمانی کے اَسباب ومحرکات میں دو چیزیں گذشتہ رِوایات میں مذکور ہیں۔

پہلا سبب تو یہ سامنے آتا ہے کہ آرمینیہ اور آذربیجان کے محاذ پر عراق اور شام کے مسلمان جمع تھے۔ اہل عراق چونکہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد تھے اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت پڑھتے تھے جبکہ اہل شام نے قرآن کریم کی تعلیم سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے لے تھی، اس لیے وہ ان کی قراءت کے موافق پڑھا کرتے تھے۔ اور مذکورہ دونوں حضرات کے اختیارات مختلف تھے، جس وجہ سے لوگ دوطرح سے تلاوت کرتے۔ یہی چیز ان کے اختلاف کا سبب بنی کہ اُنہوں نے اپنی قراءت کو دوسری پر ترجیح دینا شروع کردی، حالانکہ کسی بھی متواترہ قراءت کو دوسری پر ترجیح نہیں دی جاسکتی۔ شامی کہنا شروع ہوگئے کہ ہماری قراءت بہتر ہے اور عراقی سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت پر اظہار فخر کرنے لگے۔ حتیٰ کہ ان کا یہ اختلاف اس قدر شدید ہوگیا کہ ایک دوسرے کی تکفیر پر اُتر آئے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابی حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ، جنہیں صاحب السّر ہونے کا بھی اِعزاز حاصل ہے، ان کے درمیان موجود تھے۔ اُنہوں نے جب یہ معاملہ دیکھا تو فوراً دربار خلافت کا قصد کیا اور سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو اس معاملہ کی حساسیت سے آگاہ کیا اور کہا کہ اس اُمت کا کچھ کیجئے ورنہ یہ بھی کلام اللہ کے بارے میں یہود ونصاریٰ کی طرح اختلاف کرنے لگے گی۔ اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جمع قرآن کا اِرادہ فرمایا۔

دوسرا سبب یہ ہے کہ مدینہ میں مختلف معلمین بچوں کو قرآن کریم سکھانے کے لیے مقرر کیے گئے تھے، جو مختلف صحابہ کے شاگرد ہونے کی وجہ سے ان کی قراءات (اختیارات) کے موافق قراءت کرتے تھے۔ بعدازاں جب بچے اکٹھے ہوتے اور ایک دوسرے کو قرآن سناتے تو ان کی قراءت میں فرق ہوتا جس پر ہر ایک اپنی قراءت کے بہتر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونے پر اِصرار کرتا۔ یہ بات جب معلمین تک پہنچی تو وہ بھی اس فتنہ کا شکار ہوگئے۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس بات کی اِطلاع ہوئی تو اُنہوں نے خطبہ دیا اور لوگوں کو تنبیہ کی کہ یہ غلط کام ہورہا ہے۔اور ساتھ یہ بھی فرمایا کہ صحابہ کی جماعت: تم اکٹھے ہوکر لوگوں کے لیے ایک مصحف امام لکھ دو، تاکہ مسلمان اس فتنہ سے بچ سکیں۔

بہرحال اَندرونی سطح پر مدینہ میں بھی اختلاف موجود تھا اور دیگر اَمصار میں بھی، جہاں ایک سے زیادہ اختیارات کے موافق تلاوت ہورہی تھی، یہ بات سامنے آئی۔ یہ بات ہم نے اس لیے نقل کی ہے کہ عراق اور شام میں تلاوتِ قرآن مجید میں کوئی اختلاف رونما نہ ہوا تھا، کیونکہ عراق میں عوام الناس ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت پر تھے۔ اور شام میں بھی اس لیے رونما نہ ہوا، کیونکہ وہاں تو صرف اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کی قراءت کے مطابق تلاوت ہورہی تھی۔ اختلاف اس وقت ہوا جب اہل شام اور اہل عراق آذربیجان میں جمع ہوئے۔ اور مدینہ میں بھی اختلاف کا سبب کئی ایک صاحب اختیار قراء کی موجودگی تھی۔

یہاں ایک اور بات بھی ذہن نشین رہے کہ یہ اختلاف اِنکارِ قرآن کا نہیں بلکہ اَولاً ترجیح قراءت کا تھا، اگرچہ تھا یہ بھی غلط، پھر جب اختلاف شدت اختیار کرنے لگا تو اِنکار کی شکل پیدا ہوئی اور یہ عموماً کم علمی کی بنیاد پر ہوتا رہتا ہے جیسا کہ ہمارے معاشرے میں بیسیوں ایسے اختلافات موجود ہوتے ہیں۔

اَمیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا عملی اَقدام

آپ رضی اللہ عنہ نے جب یہ حالت دیکھی تو جمیع صحابہ کو جمع کیا اور خطبہ اِرشاد فرمایا۔ سب سے پہلے یہ پوچھا کہ آیا قرآن سبعہ اَحرف پر نازل ہوا ہے تو اتنے لوگوں نے کھڑے ہوکر گواہی دی کہ ان کا شمار نہیں کیا جاسکتا تھا۔ [کنزالعمال]

پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ جمع ہوجاؤ اور لوگوں کے لیے ایک اَیسا مصحف تیار کردو جو امام کی حیثیت اِختیار کرلے۔ جب سارے صحابہ نے ان کی جمع مصاحف کی رائے کی تائید کی تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تم سے ہر ایک شخص کو قسم دیتا ہوں کہ تمہارے پاس جو کچھ بھی بطور قرآن موجود ہے وہ لے آؤ۔ لوگ واپس گھروں کو گئے اور اُنہوں نے قرآن کی صورت میں جو کچھ تھا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس لاکر جمع کردیا۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ہر شخص کو قسم دے کر گواہی لی کہ کیا تو نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اِملاء کروائی۔ آپ نے اِس طرح جمع کیے ہوئے پورے قرآن کی چھان پھٹک کی۔

کتابتِ قرآن

جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن کریم کے سلسلہ میسر جمیع مواد کو ایک جگہ پوری تصدیق کرکے اکٹھا کرلیا تو پھر لوگوں سے سوال کیا کہ تم میں سے بہترین کاتب کون ہے؟ تو لوگوں نے جواب دیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ۔ پھر دریافت کیا کہ بہترین عربی دان کون ہے؟ تو جواب دیا گیا سعید بن عاص رضی اللہ عنہ۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا سعید بن عاص رضی اللہ عنہ اِملاء کروائے اور زید رضی اللہ عنہ لکھیں اور بخاری کی رِوایت کے مطابق مزید دو حضرات عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمٰن بن حارث رضی اللہ عنہ کو بھی مقرر کیا اور ان تینوں قریشی صحابہ یعنی ابن عاص رضی اللہ عنہ، ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمٰن بن حارث رضی اللہ عنہ کو کہا کہ جب تمہارے اور زید رضی اللہ عنہ کے مابین کسی چیز کا اِختلاف ہوتو مجھے اِطلاع دو۔ یعنی رئیس اللجنۃ کی ذِمہ داری خود حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نبھارہے تھے۔ جیسا کہ ایک موقع پر سیدنا زید رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ میں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختلاف ہوا جس کے بارے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فیصلہ فرمایا فاکتبوا بلغة قریش فإنما نزل بلسانهم۔
لیکن محمد ابن سیرین نے اپنی کئی ایک روایات میں کہا ہے کہ کاتبین جمع عثمانی کی تعداد بارہ تھی۔ جیسا کہ کثیر بن افلح رضی اللہ عنہ سے ایک روایت نقل کی ہے، وہ فرماتے ہیں: ”لما أراد عثمان أن يكتب المصاحف جمع له اثني عشر رجلا من قريش والأنصار فيهم أبي بن كعب وزيد بن ثابت......“

”کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کتابت مصاحف کا ارادہ کیا تو اس کے لیے بارہ اَفراد کو جمع کیا جن میں اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔“

ان میں سے کچھ کے نام تو روایات میں موجود ہیں۔ جیسا کہ محمد بن سیرین رحمہ اللہ کہتے ہیں: 'حدثني كثير بن أفلح أنه كان يكتب لهم' 'یعنی کثیر بن افلح بھی کاتبین میں سے تھے۔' [کتاب المصاحف: ۱/۳۱۳]

- اِمام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”كان جدي مالك بن أبي عامر ممن قرأ في زمان عثمان و كان يكتب المصاحف .“

[کتاب المصاحف: ۱/۲۱۵]

”میرے دادا مالک بن ابی عامر رحمہ اللہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں قرآن پڑھا اور وہ مصاحف کی کتابت بھی کیا کرتے تھے۔“

- محمد بن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”أن عثمان جمع اثنتي عشر رجلاً من قريش والأنصار فيهم: أبي بن كعب، وأبو عامر جد مالك بن أنس، وكثير بن أفلح وأنس بن مالك وعبدالله بن عباس وعبدالله بن عمر وعبدالله ابن عمرو بن العاص“[نكت الانتصار للباقلاني: ۳۵۸، لطائف الإشارات للقسطلاني: ۱/۶۱]

”عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے قریش اور انصار میں سے بارہ اَفراد کو کتابتِ قرآن کے لیے جمع فرمایا۔ جن میں اُبی بن کعب، ابوعامر مالک بن انس کے جدامجد، کثیر بن افلح، انس بن مالک، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عمرو بن العاص رضوان اللہ علیہم اجمعین شامل تھے۔“

ابن سیرین رحمہ اللہ کی مذکورہ روایت کے مطابق کاتبین مصاحف عثمانیہ کی کل تعداد گیارہ بنتی ہے، جو درج ذیل ہیں:

① زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ② ابن بن کعب رضی اللہ عنہ ③ سعید بن العاص رضی اللہ عنہ
④ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ⑤ عبدالرحمن بن حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ
⑥ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ⑦ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ⑧ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ
⑨ کثیر بن افلح رضی اللہ عنہ ⑩ مالک بن انس رضی اللہ عنہ ⑪ مالک بن ابو عامر رضی اللہ عنہ

مصر کے مشہور محقق قاری شیخ علی محمد الضباع نے اپنی کتاب سمير الطالبين في رسم وضبط كتاب المبين میں بارہ اَفراد کے نام ذکر کیے ہیں جن میں مذکورہ گیارہ کے ساتھ ایک بارہویں شخص ابان بن سعید رضی اللہ عنہ کو شامل کیا ہے۔ [سمیر الطالبین: ۱۱]

ہمارے علم کے مطابق شیخ الضباع نے ابان بن سعید رضی اللہ عنہ کا نام عمارۃ بن غزیہ کی روایت، جسے ابن جریر طبری رحمہ اللہ نے تخریج کیا ہے، کی بنیاد پر شامل کیا ہے۔ لیکن حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں اسے عمارۃ بن غزیہ کا وہم قرار دیا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، فرماتے ہیں:

”ووقع في رواية عمارة بن غزية 'أبان بن سعيد بن العاص بدل سعيد' قال الخطيب: ووهم عمارة في ذلك لأن أبان قتل بالشام في خلافة عمر ولا مدخل له في هذه القصة والذي أقامه عثمان في ذلك هو سعيد بن العاص ابن أخي أبان المذكور . “[فتح الباری:۱۱/۲۳]

’’عمارۃ بن غزیہ رحمہ اللہ کی روایت میں سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کی جگہ ابان بن سعید رضی اللہ عنہ ہے۔جس کے بارے میں خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ عمارۃ کو اس بارے میں وہم ہوا ہے، کیونکہ اَبان بن سعید رضی اللہ عنہ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں شام کے محاذ پر شہید ہوگئے تھے مذکورہ واقعہ سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔جن کو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے جمع مصاحف کے لیے مقرر فرمایا تھا وہ اَبان کے بھتیجے سعید ہیں۔‘‘

ہماری نظر میں اگر بارہ اَفراد کی اس کمیٹی میں کاتبین اور ان کے معاونین تمام شامل ہیں تو ایک ایسے شخص کو شامل کیا جاسکتا ہے جو باقاعدہ کاتب تو نہیں البتہ ان کی بھرپور معاونت کرتا رہا ہے۔ وہ شخص ھانی ہیں جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ان کے بارے میں ایک رِوایت امام ابوعبید فضائل القرآن میں لائے ہیں:

”عن هانئ مولى عثمان قال: كنت الرسول بين عثمان وزيد بن ثابت ، فقال زيد: سله عن قوله: 'لم يتسن' أو 'لم يتسنّه'، فقال عثمان: اجعلوها في الهاء . “[فضائل القرآن لابی عبید:۲/۱۰۲]

’’ھانی مولیٰ عثمان فرماتے ہیں کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے درمیان (جمع کے دوران) قاصد تھا مجھے حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے دریافت کرو کہ لم يتسن کو هاء کے ساتھ لکھنا ہے یا بدون هاء؟ تو اُنہوں نے فرمایا هاء کے ساتھ لم يتسنه لکھو۔‘‘

لہٰذا اگر اس کمیٹی میں کوئی بطور معاون بارھواں فرد شامل ہوسکتا ہے تو یہ ھانی مولیٰ عثمان ہیں، ورنہ بارہویں فرد کے بارے میں رِوایات خاموش ہیں۔

اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ اور جمع عثمانی

بعض حضرات کا کہنا ہے کہ سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ جمع عثمانی میں شریک نہیں تھے، کیونکہ اُن کی وفات کے بارے میں روایات مضطرب ہیں جیسا کہ دکتور غانم قدوری نے رسم المصاحف میں لکھا ہے ۔ اِمام ذہبی رحمہ اللہ نے سیر أعلام النبلاء میں ان روایات کو جمع کردیا ہے، فرماتے ہیں:

محمد بن عمر الواقدی نے کہا ہے کہ روایات اس پر دال ہیں کہ حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ خلافتِ عمر رضی اللہ عنہ میں فوت ہوئے۔ میں نے ان کے اَہل اور دیگر لوگوں کو کہتے سنا ہے کہ آپ ۲۲ھ میں فوت ہوئے ہیں۔ان کی وفات پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آج سید المسلمین دنیا سے چلے گئے ہیں۔

واقدی آگے ذکر کرتے ہیں:

”قد سمعنا من يقول: مات في خلافة عثمان سنة ثلاثين . “

’’ہم نے ایک شخص کو سنا وہ کہہ رہا تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ ۳۰ ہجری خلافتِ عثمان میں فوت ہوئے ہیں۔‘‘

اس کے بعد واقدی اس رِوایت پر تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

”وهو أثبت الأقوال عندنا وذلك أن عثمان أمره أن يجمع القرآن . “

’’(۳۰ ہجری) والی روایت تمام اَقوال میں مضبوط قول ہے۔ وہ اس وجہ سے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اُنہیں جمع قرآن کا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکم دیا تھا۔''

واقدی کے اس تبصرے کے بعد امام ذہبی رحمہ اللہ اس روایت کو لائے ہیں جس کی طرف واقدی نے اِشارہ کیا ہے اور بعد میں کہا ہے کہ یہ روایت سنداً قوی ہے لیکن مرسل ہونے کی وجہ سے قابل حجت نہیں ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ میرا گمان یہی ہے کہ سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ اس واقعہ میں شامل نہیں تھے اگر ہوتے تو بجائے زید کے ان کی شہرت ہوتی۔ لہٰذا ظاہر یہ ہی ہے کہ ان کی وفات خلافتِ عمر رضی اللہ عنہ میں ہوئی ہے۔ حتیٰ کہ ھیثم بن عدی وغیرہ نے تو ان کی وفات ۱۹ رہجری قرار دی ہے۔ محمد بن عبداللہ بن نمیر رحمہ اللہ، ابوعبید رحمہ اللہ اور ابوعمرو الضریر رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے ۲۲ ہجری میں وفات پائی ہے۔ ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ طبیعت اسی کی طرف مائل ہے۔

[سیر أعلام النبلاء:۱/۴۰۰]

اِمام ذہبی رحمہ اللہ نے اپنا میلان اس طرف ظاہر کیا ہے کہ سیدنا ابی رضی اللہ عنہ ۲۲ رہجری میں ہی وفات پا چکے ہیں جس کی سب سے اَہم دلیل اُنہوں نے یہ دی ہے کہ سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کے جمع عثمانی میں موجودگی کے بارے میں جو روایت محمد بن سیرین رحمہ اللہ نے نقل کی ہے وہ مرسل ہے لہٰذا قابل حجت نہیں۔

دیگر اَقوال میں سے واقدی کی رائے کے مطابق سب سے ثابت ترین قول یہی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے ۳۰ رہجری میں وفات پائی ہے۔

- حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”وصحح أبونعيم أنه مات في خلافة عثمان . سنة ثلاثين واحتج له بأن زر بن حبيش ، لقيه في خلافة عثمان . “ [الإصابہ:۱/۱۸۲]

''ابونعیم نے یہ صحیح قرار دیا ہے کہ آپ کی وفات خلافت عثمان رضی اللہ عنہ میں ۳۰ھ کو ہوئی ہے، کیونکہ زِر بن حبیش رحمہ اللہ نے آپ سے خلافتِ عثمان رضی اللہ عنہ میں ملاقات کی ہے۔''

بغوی حسن بصری رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے قبل جمعہ کے روز فوت ہوئے۔

[الإصابه:۱ / ۱۸۲]

ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی آپ کی وفات خلافتِ عثمان میں ہی قرار دی ہے۔

ہماری نظر میں یہی بات درست ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہی فوت ہوئے ہیں۔ اور امام ذہبی رحمہ اللہ کا یہ کہنا کہ محمد بن سیرین رحمہ اللہ کی رِوایت مرسل ہے، درست نہیں۔ کیونکہ ابن ابی داؤد رحمہ اللہ نے محمد بن سیرین رحمہ اللہ کی اسی روایت کو سیدنا کثیر بن اَفلح رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً بھی نقل کیا ہے۔

”عن محمد بن سيرين عن كثير بن أفلح قال: لما أراد عثمان أن يكتب المصاحف جمع له اثني عشر رجلاً من قريش والأنصار ، فيهم أبي بن كعب وزيد بن ثابت......“

[کتاب المصاحف:۱/۲۱۳]

مذکورہ رِوایت اس پر دال ہے کہ اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ جمع عثمانی میں موجود تھے بلکہ آپ اس کمیٹی کے ایک اَہم رُکن تھے۔ باقی جمیع اَقاویل کی صحیح اور متصل روایت کی موجودگی میں کوئی حیثیت نہیں۔ رہا یہ مسئلہ کہ اِمام ذہبی رحمہ اللہ ان کی وفات کو خلافت عمر بابت ۲۲ ہجری کیوں قرار دیتے ہیں تو اس کی واضح دلیل موجود ہے کہ ان کی اس مرفوع روایت تک

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسائی نہیں ہو پائی۔

فقدِ آیات کا مسئلہ

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے جب مسلمانوں کے مجمع عام سے خطاب فرمایا اور اختلاف قرآن کے متعلق لوگوں کی صورت حال سے آگاہ کیا تو جمیع صحابہ نے جمع قرآن پر آپ کی موافقت فرمائی اور اپنے پاس لکھا ہوا جمیع قرآنی مواد لے کر بارگاہ خلافت میں حاضر ہوگئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قسم دے کر اُن سے شہادت لیتے اور بطور قرآن اُسے محفوظ کرلیا جاتا جب سارا مواد جمع ہوگیا تو صحابہ کی رائے کے موافق کاتبین کے حوالے کردیا اور انہوں نے اُسے ترتیب دے دیا۔ تکمیل قرآن کے بعد جب سیدنا زید رضی اللہ عنہ نے قرآن کریم کی دوبارہ مراجعت کی تو آپ نے بعض آیات کو نہ پایا۔ اَب مختلف فیہ مسئلہ یہ ہے کہ وہ آیات کون سی تھیں۔ اس بارے میں کئی ایک روایات ذخیرہ اَحادیث میں موجود ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

”فقدت آية من سورة الأحزاب حين نسخنا المصحف كنت أسمع رسول الله ﷺ يقرأ بها ما التمسناها فوجدناها مع خزيمة بن ثابت الأنصارى ﴿ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ ﴾ فألحقناها في سورتها في المصحف .“

[صحيح البخاري:٣٧٤٣]

”میں نے سورۃ احزاب کی آیت (نمبر۲۳) ﴿ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى ﴾ کو گم پایا جسے ہم نے تلاش کیا تو خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے مل گئی تو ہم نے اُسے مصحف میں شامل کردیا۔“

اِس حدیث کو امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں چار مقامات پر نقل کیا ہے:

① كتاب الجهاد والسير باب قول الله عزوجل: ﴿ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا ...... ﴾

② كتاب المغازي باب غزوة اُحد

③ كتاب تفسير القرآن باب ﴿ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ ...... ﴾

④ كتاب فضائل القرآن باب جمع القرآن

مذکورہ چاروں مقامات پر جو روایات نقل ہوئی ہیں ان میں چند ایک باتیں مشترک ہیں۔

پہلی بات یہ ہے کہ یہ واقعہ جمع عثمانی کا ہے نہ کہ جمع صدیقی کا کیونکہ اس میں نسخ مصاحف کے وقت کا ذکر ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک نسخ مصاحف (یعنی فوٹو کاپی) کا کام حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کیا ہے کیونکہ باب جمع القرآن میں امام بخاری رحمہ اللہ نے جو جمع صدیقی کے متعلق حضرت زید رضی اللہ عنہ کے الفاظ نقل کیے ہیں وہ 'فتتبع القرآن فأجمعه' کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تلاش و بسیار سے قرآن کو جمع کردو اور پھر زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اپنے بارے میں فرماتے ہیں۔ فتتبعت القرآن فأجمعه کہ میں نے پوری طرح تلاش کیا اور اس کو جمع کردیا جبکہ جمع عثمانی میں جو کام ہوا اس کے متعلق حضرت زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں 'حين نسخنا المصاحف' کہ جب ہم مصاحف کو نقل کررہے تھے لہٰذا اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ان چاروں روایات میں واقعہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے جمع کا بیان ہورہا ہے نہ کہ جمع صدیقی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری بات یہ ہے کہ سب میں یہ بھی موجود ہے کہ آیت مفقود سورۃ الاحزاب کی آیت تھی۔

تیسری بات یہ ہے کہ اس آیت کو لانے والے سیدنا خزیمۃ بن ثابت الانصاری رضی اللہ عنہ تھے۔ بخاری کی جمیع رِوایات میں مکمل نام خزیمہ بن ثابت الانصاری رضی اللہ عنہ مذکور ہے سوائے ایک روایت کے جو کتاب تفسیر القرآن کی ہے اس میں صرف خزیمہ الانصاری رضی اللہ عنہ ہے یعنی صرف صحابی کا نام ہے والد کا نام نہیں ہے۔ جبکہ جو شخص سورۃ التوبہ کی آیات لایا تھا اس کا نام ابوخزیمہ الانصاری رضی اللہ عنہ ہے یعنی خزیمہ بن ثابت الانصاری رضی اللہ عنہ ذوالشہادتین ہیں جو کہ جمع عثمانی میں آیت احزاب کو لے کر آئے تھے اور جمع صدیقی میں جو شخص سورۃ التوبہ کی آیت لے کر آئے تھے وہ ابوخزیمہ حارث بن خزیمہ الانصاری رضی اللہ عنہ ہیں جیسا کہ ابن داؤد نے کتاب المصاحف میں اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں اس کی صراحت کی ہے۔

ابن ابی داؤد رحمہ اللہ نے عباد بن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے:

”أتى الحارث بن خزيمة بهاتين الآيتين: ﴿ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴾ إلى قوله: ﴿ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴾ إلى عمر، فقال: من معكم على هذا؟ فقال: لا أدري والله! إلا أني أشهد أني سمعتها من رسول الله ﷺ ووعيتها وحفظتها، فقال عمر: وأنا أشهد لسمعتها من رسول الله ﷺ.“ [کتاب المصاحف:۱/۹۷]

”کہ حارث بن خزیم رضی اللہ عنہ دو آیات ﴿ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ...... ﴾ [التوبة: ۱۲۸] الی قولہ ﴿ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴾ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا تمہارے ساتھ دوسرا گواہ کون ہے تو اُنہوں نے کہا میں نہیں جانتا مگر میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ نبی کریم ﷺ سے سنی ہیں اور یاد کی ہیں۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ آیت میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنی ہے۔“

مذکورہ روایت سے واضح ہوتا ہے کہ ابوخزیمہ جو آیات سورۃ توبہ لے کر آئے تھے وہ حارث بن خزیمہ رضی اللہ عنہ تھے جن کے نام کی صراحت اس روایت میں آ گئی ہے۔

اس بارے میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

یعنی سورۃ الاحزاب کی آیات لانے والے جناب خزیمہ بن ثابت الانصاری رضی اللہ عنہ ہیں اس کے علاوہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے یہ بھی وضاحت فرما دی ہے کہ جمع صدیقی میں سورۃ التوبہ کی آیات کا مسئلہ تھا اور جمع عثمانی میں سورۃ الاحزاب کی آیت مفقود تھی۔ [فتح الباری:۱۰/۴۳۹]

البتہ بخاری میں مذکورہ روایات جو جمع صدیقی کے متعلق ہیں ان میں یہ اختلاف موجود ہے کہ سورۃ توبہ کی آیات لانے والے خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ تھے یا ابوخزیمہ تھے۔ کتاب التفسیر میں موجود روایت میں ہے کہ یہ خزیمۃ الانصاری رضی اللہ عنہ تھے جبکہ کتاب فضائل القرآن باب جمع القرآن میں سورۃ التوبۃ کی آیات لانے والے ابوخزیمہ تھے اس کے علاوہ بخاری میں دوسرے مقامات پر ان دونوں رِوایات کے متابعات اور شواہد بھی موجود ہیں۔

یعنی بخاری میں جمع صدیقی کی رِوایات دونوں ناموں خزیمہ اور ابوخزیمہ سے موجود ہیں اور ترمذی کی روایت صیغہ شک کے ساتھ ہے جس میں خزیمہ أو أبو خزیمہ کے الفاظ ہیں۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے راجح اس بات کو قرار دیا ہے کہ جمع صدیقی میں آیت توبہ لانے والے اکیلے صحابی سیدنا ابوخزیمہ حارث بن خزیمہ رضی اللہ عنہ ہیں اور جمع عثمانی کے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موقع پر سورۃ الاحزاب کی آیت لانے والے صحابی سیدنا خزیمہ بن ثابت الانصاری رضی اللہ عنہ تھے۔[فتح الباری:۱۱/۱۸]

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے مذکورہ بالا مؤقف کو ترجیح تو دی ہے لیکن اس کا سبب ذکر نہیں کیا یعنی وجہ ترجیح موجود نہیں ہے۔ ہماری نظر میں اس کی دو توجیہات ہوسکتی ہیں:

① اِمام بخاری رحمہ اللہ نے بخاری میں جس جگہ بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی جمع عثمانی کے متعلق اَحزاب والی آیت کا تذکرہ کیا ہے ان جمیع روایت میں صیغہ جزم کے ساتھ یہ منقول ہے کہ اس آیت کے لانے والے سیدنا خزیمہ بن ثابت الانصاری رضی اللہ عنہ ہے۔ البتہ شک کا اظہار سورۃ التوبہ والی آیت میں ہے لہٰذا امام بخاری رحمہ اللہ کے ہاں یہ بات تو طے ہے کہ سورۃ الاحزاب والی آیات لانے والے صحابی سیدنا خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ تھے جس سے دوسری رِوایات کا مفہوم بھی اَز خود متعین ہوجاتا ہے کہ وہ سیدنا ابوخزیمہ الانصاری رضی اللہ عنہ تھے۔

② دوسری وجہ یہ ہے کہ سورۃ التوبہ کی آیات کے بارے میں جو رِوایت ابن ابي داؤد کتاب المصاحف میں لائے ہیں اس میں خزیمہ یا ابوخزیمہ کے بجائے ایک صحابی کا نام مذکور ہے الفاظ یوں ہیں 'أتی الحارث ابن خزیمة بهاتین الآیتین' یعنی سورۃ التوبہ کی آیات لانے والے صحابی حارث بن خزیمہ رضی اللہ عنہ تھے اور یہی وہ حارث بن خزیمہ رضی اللہ عنہ ہیں جس کی کنیت ابوخزیمہ ہے اور وہ کنیت سے معروف تھے۔ واللہ أعلم بالصواب۔

عمارۃ بن غزیہ کی روایت کا مسئلہ

جمع عثمانی کے سلسلہ میں اگر کوئی مفصل ترین رِوایت ہے تو وہ تفسیر طبری میں مذکور عمارۃ بن غزیہ کی روایت ہے جسے ہم نے نمبر ے پر ذکر کیا ہے۔ لیکن اُس روایت کا مسئلہ یہ ہے کہ اس میں راوی کو بعض مقامات پر شدید وہم ہوا ہے اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے مطابق ویسے بھی اس نے کئی ایک طرق کو جمع کردیا ہے جس میں ایک بات تو ہم پیچھے واضح کرچکے ہیں کہ اُنہوں نے جمع عثمانی کے کاتبین میں اَبان بن سعید کو شمار کیا ہے جو کہ راوی کا وہم ہے دوسری بات جو یہاں ذکر کرنا مطلوب ہے وہ یہ کہ اس روایت میں فقد آیات کے مسئلہ کو صرف اور صرف جمع عثمانی کا مسئلہ قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ دونوں جمع عثمانی میں نہیں ملی تھیں جبکہ یہ بات درست نہیں جیسا کہ ہم اوپر واضح کرچکے ہیں کہ آیت توبہ جمع صدیقی میں اور آیت اَحزاب جمع عثمانی میں مفقود تھی مزید ایک بات یہ بھی قابل بحث ہے کہ انہوں نے لانے والے دونوں صحابہ کو خزیمہ ہی کہا ہے کسی کی کنیت ذکر نہیں کی بلکہ دوسری آیت کے موقع پر کہہ دیا ہے وهو یدعی خزیمه حالانکہ یہ بات بھی درست نہیں کیونکہ آیات توبہ لانے والے ابوخزیمہ تھے جبکہ آیت احزاب خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے ملی تھی۔

تعدادِ مصاحف کا مسئلہ

تعداد مصاحف کے بارے میں بھی کئی ایک اَقوال پائے جاتے ہیں جن میں چار، پانچ، چھ، سات تک کے اَقوال موجود ہیں۔ کتاب المصاحف میں ابن ابی داؤد اس بارے میں دو روایات لائے ہیں۔

① فرماتے ہیں:

”حمزة الزیات یقول: کتب عثمان أربعة مصاحف، فبعث بمصحف منها إلی الکوفة فوضع عند رجل من مراد، فبقي حتی کتبت مصحفي علیه.“ [کتاب المصاحف: ۱/۱۱۵]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''امام حمزہ الزیات رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے چار مصاحف لکھوائے جن میں سے ایک مصحف کوفہ روانہ کیا جسے آل مراد کے ایک شخص کے پاس پر رکھا گیا۔ (امام حمزہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں) میں نے اپنا مصحف بھی اُسی سے لکھا۔''

④ امام اَبوحاتم سجستانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”لما كتب عثمان المصاحف حين جمع القرآن كتب سبعة مصاحف فبعث واحداً إلى مكة وآخر إلى الشام وآخر إلى اليمن، وآخر إلى البحرين وآخر إلى البصرة وآخر إلى الكوفة وعين بالمدينة واحداً.“ [تاريخ دمشق: ١/ ١٩٨]

''جمع قرآن کے وقت جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مصاحف لکھوائے اُن کی تعداد سات تھی۔ ان میں سے ایک مکہ، ایک شام، ایک یمن، ایک بحرین، ایک کوفہ اور ایک اہل مدینہ کے لیے رکھ لیا۔''

اِس روایت کے مطابق مصاحف کی تعداد سات بنتی ہے۔

◉ اِمام ابن کثیر رحمہ اللہ نے مذکورہ دونوں روایات کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا ہے:

”وصحح القرطبي أنه إنما نفذ إلى الآفاق أربعة مصاحف وهذا غريب.“ [ابن كثير: ۱/۳۰]

''امام قرطبی رحمہ اللہ نے اس بات کو صحیح قرار دیا ہے کہ مصاحف جن کا نفاذ ہوا ہے وہ چار ہیں لیکن یہ بات غریب ہے۔''

◉ امام ابوعمرو الدانی رحمہ اللہ نے بھی چار والے قول کو ہی صحیح قرار دیا ہے، فرماتے ہیں:

”أكثر العلماء على أن عثمان بن عفان ÷ لما كتب المصحف جعله على أربع نسخ وبعث إلى كل ناحية من النواحي بواحدة منهن، فوجه إلى الكوفة إحداهن وإلى البصرة أخرى، وإلى الشام الثالثة، وأمسك عند نفسه واحدة. وقد قيل: أنه جعله سبع نسخ ووجه من ذلك أيضاً نسخة إلى مكة ونسخة إلى اليمن ونسخة إلى البحرين. والأوّل أصح وعليه الأئمة.“ [المقنع في رسم المصاحف الأمصار: ٣]

''اکثر علماء اسی طرح ہیں کہ حضرت عثمان رحمہ اللہ نے چار نسخے تیار کروائے تھے جن میں ایک کوفہ، ایک شام، ایک بصرہ اور ایک اپنے پاس رکھ لیا یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ سات نسخے تھے جو مذکورہ چار شہروں کے علاوہ باقی مکہ، یمن اور بحرین بھیجے گئے تھے۔ (امام دانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں) پہلی بات درست ہے اور اسی پر ائمہ ہیں۔''

یعنی اِمام دانی رحمہ اللہ کی رائے امام ابن کثیر رحمہ اللہ کی رائے کے خلاف ہے، اِمام دانی رحمہ اللہ چار مصاحف کے قائل ہیں، جبکہ ابن کثیر رحمہ اللہ سات مصاحف کی ترسیل کو درست قرار دیتے ہیں۔ ہماری نظر میں دونوں کی دلیل مذکورہ بالا اِمام حمزہ رحمہ اللہ اور امام سجستانی رحمہ اللہ کے اَقوال ہیں۔ ان کے علاوہ شاید ان آراء کے رجوح کی کوئی دلیل نہیں ہے۔

ہماری نظر میں مصاحف کی تعداد جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آفاق اَرض کی طرف ارسال فرمائے تھے، پانچ ہے اور کل مصاحف کی تعداد چھ ہے۔ وہ اس لیے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے جب مصاحف روانہ فرمائے تھے تو ہر مصحف کے ساتھ باقاعدہ ایک قاری روانہ کیا تھا اور جن قراء کے نام روایات میں موجود ہیں وہ پانچ ہیں جیسا کہ مناہل العرفان میں ہے:

”روي أن عثمان ÷ أمر زيد بن ثابت أن يقرئ بالمدني، وبعث عبدالله بن السائب مع المكي، والمغيرة بن أبي شهاب مع الشامي وأبا عبدالرحمن السلمي مع الكوفي وعامر بن عبدالقيس مع البصري.“ [مناهل العرفان: ٤٠١]

''سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اُنہوں نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ مصحف مدنی پڑھائے، عبدالرحمٰن بن سائب رضی اللہ عنہ کو مکی، مغیرۃ بن شہاب رضی اللہ عنہ کو شامی، ابوعبدالرحمٰن السلمی رضی اللہ عنہ کو کوفی اور عامر بن قیس رضی اللہ عنہ کو بصری مصحف

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ روانہ کیا۔''

لہٰذا وہ مصاحف جو عوام الناس کے لیے مختص کیے گئے وہ پانچ تھے، جیسا کہ ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی اس کی تائید کی ہے، فرماتے ہیں:

"واختلفوا في عدة المصاحف التي أرسل بها عثمان إلى الآفاق فالمشهور أنها خمسة."

''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جو آفاق ارض کی طرف مصاحف ارسال فرمائے ان کی تعداد میں اختلاف ہے اور مشہور یہ ہے کہ وہ پانچ ہیں۔''

یعنی جو مصاحف عامة المسلمین کے لیے تھے وہ پانچ ہی تھے اور چھٹا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے لیے خاص فرمایا تھا جسے مدنی خاص کہا جاتا ہے۔

- ابن عاشر رحمہ اللہ نے بھی اسی کو ترجیح دی ہے، فرماتے ہیں:

"والصواب أنها ستة: المكي الشامي والبصري والكوفي والمدني العام الذي سيره عثمان من محل نسخة إلى مقره والمدني الخاص به الذي حبسه لنفسه وهو المسمى الإمام"

[مناهل العرفان:۴۰۳]

''صحیح بات یہ ہے کہ مصاحفِ عثمانیہ چھ تھے جن میں مکی، شامی، بصری، کوفی، مدنی عام جسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے محل نسخ یعنی مدینہ والوں کی قراءات کے لیے خاص کیا تھا اور مدنی خاص جسے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے لیے خاص فرمایا تھا۔''

ابن حجر رحمہ اللہ اور ابن عاشر کا قول میں کوئی منافات نہیں ہیں فرق صرف یہ ہے کہ ابن حجر رحمہ اللہ نے مصحف امام کا ذکر ہی نہیں کیا یعنی فقط لفظی اختلاف ہے۔

نیز امام سیوطی رحمہ اللہ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے، فرماتے ہیں:

"اختلف في عدة المصاحف التي أرسل بها عثمان إلى الآفاق، فالمشهور أنها خمسة"

[الإتقان:۱/۱۲۱]

''جو مصاحف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مختلف بلاد میں روانہ کیے تھے انکی تعداد میں اختلاف ہے اور مشہور یہ ہے کہ وہ پانچ ہیں۔''

کیا آیات اور سورہ کی ترتیب توقیفی ہے؟

آیات کی ترتیب کے بارے میں تو اُمت مسلمہ کا اِجماع ہے کہ آیات کی ترتیب توقیفی ہے۔

- اِمام سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"الإجماع والنصوص المترادفة على أن ترتيب الآيات توقيفي لا شبهة في ذلك. أما الإجماع فنقله غير واحد منهم: الزركشي في البرهان وأبو جعفر بن الزبير في مناسباته، وعبارته: ترتيب الآيات في سورها واقع بتوقيفه وأمره من غير خلاف في هذا بين المسلمين" [الإتقان:۱/۱۲۱]

''اِجماع اُمت اور نصوص مترادفہ اس پر دال ہیں کہ آیات کی ترتیب توقیفی ہے اور اس میں کسی قسم کا کوئی شبہ نہیں ہے، اس پر کئی ایک نے اجماع نقل کیا ہے جن میں زرکشی رحمہ اللہ نے برھان میں اور ابوجعفر بن الزبیر نے مناسبات میں کہا ہے کہ سورتوں میں آیات کی ترتیب یہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بتائی ہے اور یہ ایسا معاملہ ہے جس میں مسلمانوں کے مابین کوئی اختلاف نہیں ہے۔''

- امام زرکشی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”فأما الآيات في كل سورة وضع البسملة أوائلها فترتيبها توقيفي بلاشك، ولا خلاف فيه.“ [البرھان:۲۵۳/۱]

”ہر ایک سورت کی آیات اور ان کے شروع میں بسملہ لکھنا تو قرآن کریم کی جو ترتیب ہے یہ بغیر کسی شک کے نبی مکرمﷺ کی طرف سے ہے اور اس بارے میں کسی قسم کا بھی اختلاف نہیں۔“

◉ مکی بن ابی طالب القیسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”ترتيب الآيات في السور هو من النبي ﷺ ولما لم يأمر بذلك في أوّل براء ة تركت بلا بسمله.“

”آیات کی ترتیب یہ نبی مکرمﷺ کی طرف سے ہے اسی وجہ سے سورۃ براۃ کو بغیر بسملہ کے لکھا گیا ہے کہ آپ نے وہاں لکھنے کا حکم نہیں دیا تھا۔“

◉ قاضی ابوبکر الباقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ترتيب الآيات أمر واجب وحكم لازم فقد كان جبريل يقول: «ضَعُوْا آيَةَ كَذَا فِي مَوْضِعِ كَذَا». [البرھان:۲۵۳/۱]

”آیات کی ترتیب کو ملحوظ رکھنا واجب اور لازم ہے خود سیدنا جبریل علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ فلاں آیت کو فلاں جگہ رکھو۔“

اِمام زرکشی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام بیہقی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب المدخل اور دلائل النبوۃ میں اس کی دلیل حضرت زید رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث دی:

”كنا حول رسول الله ﷺ نؤلف القرآن من الرقاع. إذ قال: «طُوْبٰى لِلشَّامِ». فقيل له: ولِمَ؟ قال: «إِنَّ مَلآئِكَةَ الرَّحْمٰنِ بَاسِطَةٌ أَجْنِحَتَهَا عَلَيهِمْ». [البرھان: ۱۵۴/۱]

”کہ ہم اس وقت اللہ کے رسولﷺ کے اردگرد قرآن کریم کو ترتیب دے رہے تھے جب آپ نے کہا کہ شام والوں کے لیے خوشخبری ہو، آپﷺ سے کہا گیا کیوں اللہ کے رسولﷺ، آپﷺ نے فرمایا: رحمٰن کے فرشتے شام پر اپنے پَر پھیلائے ہوئے ہیں۔“

لہٰذا ترتیب آیات توقیفی ہونے کے متعلق اُمت مرحومہ کے مابین کوئی اختلاف نہیں ہے ساری کی ساری اُمت اس بات پر متفق ہے کہ یہ توقیفی ہی ہیں۔

ترتیب سور کا مسئلہ

سورتوں کی ترتیب آیا توقیفی ہے یعنی بذریعہ وحی مقرر کی گئی ہے یا پھر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اپنے اجتہاد سے مقرر فرمائی ہے اس بارے میں علماء کی تین آراء ہیں:

① قرآن کی ترتیب اجتہادی ہے یعنی صحابہ نے خود اپنے اِجتہاد سے مقرر فرمائی ہے یہ جمہور علماء کی رائے ہے امام مالک رحمہ اللہ اور قاضی ابوبکر الباقلانی رحمہ اللہ اپنے ایک قول میں ان کے ساتھ ہیں۔ [الاتقان:۱۲۴/۱]

② علماء کی ایک جماعت کی یہ رائے ہے کہ آیات کی طرح سور کی ترتیب بھی توقیفی ہے یعنی خود نبیﷺ نے مقرر فرمائی ہے۔

③ اس بارے میں تیسری رائے یہ ہے کہ قرآن کا بعض سور کی ترتیب توقیفی ہے اور بعض کی صحابہ رضی اللہ عنہم نے مقرر فرمائی۔ [البرھان:۳۵۴/۱]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہماری نظر میں درست اور صحیح مذہب یہ ہے کہ قرآن کریم کی ان سور کی ترتیب تو نبی مکرم ﷺ کی مقرر کردہ جس کی طرف آپ نے خود اِشارہ بھی فرمایا ہے۔جبکہ دیگر سور کی ترتیب اِجتہادی ہے۔توقیفی کہنے والوں کے دلائل درج ذیل ہیں۔

آپ ﷺ کا ارشادگرامی ہے:

”عن واثلة بن الأسقع أن النبي ﷺ قال: «أُعْطِيتُ مَكَانَ التَّوْرَاةِ السَّبْعَ الطِّوَالَ، وَأُعْطِيتُ مَكَانَ الزَّبُورِ الْمِئِيْنِ وَأُعْطِيتُ مَكَانَ الإِنْجِيلِ الْمَثَانِي وَفُضِّلْتُ بِالْمُفَصَّلِ»

[مسند أحمد: ١٦٣٦٨، سلسلة الأحاديث الصحيحة للألباني: ١٤٨٠]

”واثلہ بن اسقع روایت کرتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: مجھے تورات کے بدلے سبع طوال، زبور کے بدلے مئین، اِنجیل کے بدلے مثانی عطا کی گئی ہیں اور مجھے مفصل سورتوں کے ساتھ فضیلت عطا کی گئی ہے۔“

اس رِوایت کے بارے میں امام ابوجعفر النحاس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”المختار على أن تأليف السور على هذا الترتيب من رسول الله ﷺ لحديث واثلة وأعطيت مكان التوراة السبع الطوال . “ [مناهل العرفان: ١/٣٥٥،الإتقان: ١/١٧٢]

”واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کی حدیث ”أعطيت مكان التوراة السبع الطوال“ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ سورتوں کی ترتیب بھی اللہ کے رسول ﷺ کی طرف سے ہے اور یہی پسندیدہ مذہب ہے۔“

پھر فرماتے ہیں:

”فهذا الحديث يدل على أن تأليف القرآن مأخوذ عن النبي ﷺ . “ [المرجع السابق]

”یہ حدیث اس بات پر دال ہے کہ سورۃ کی ترتیب یہ نبی مکرم ﷺ سے ہی ماخوذ ہے۔“

- ابن الحصار رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”ترتيب وضع الآيات على مواضعها إنما كان بالوحي . “

”سورتوں اور آیات کی ترتیب یہ صرف اور صرف وحی کی بنیاد پر ہے۔“

- ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”ترتيب بعض السور على بعضها أو معظمها لا يمتنع أن يكون توقيفياً: ومما يدل على أن ترتيب المصحف كان توقيفا ما أخرجه أحمد، وأبوداؤد وغيرهما عن أوس بن أبي أوس حذيفة الثقفي . قال: ”كنت في الوفد الذين أسلموا من ثقيف......“ الحديث . وفيه، فقال لنا رسول الله ﷺ: «طَرَأَ عَلَيَّ حِزْبِي مِنَ الْقُرْآنِ فَأَرَدْتُ أَنْ لَا أَخْرُجَ حَتَّى أَقْضِيَهُ» . فسألنا عن أصحاب رسول الله ﷺ قلنا: كيف تحزبونَ القرآن؟ قالوا: نحزبه ثلاث سور وخمس سور وسبع سور وتسع سور، وإحدى عشرة، وثلاث عشرة، وحزب المفصل من قٓ حتى تختم، فهذا يدل على أن ترتيب السور على ما هو في المصحف الآن كان في عهد النبي ﷺ . “ [الاتقان: ١/١٢٦]

”بعض سور کی بعض کے ساتھ جو ترتیب ہے اس بارے میں کوئی چیز مانع نہیں ہے کہ اسے توقیفی قرار دیا جائے اور ان کی توقیفیت پر مسند احمد اور ابوداؤد کی یہ حدیث دال ہے۔“ حذیفہ الثقفی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اس وفد میں شامل تھا جو ثقیف میں سے مسلمان ہوئے تھے۔ہمیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اچانک مجھے، قرآن کی تلاوت کرنا یاد آ گیا اور

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نے ارادہ کیا کہ اس کی تکمیل کر کے ہی نکلوں: کہتے ہیں کہ ہم نے صحابہ سے سوال کیا کہ تم کس طرح قرآن کے حزب بناتے ہو۔ انہوں نے کہا ، پہلا حزب تین سورتیں، دوسرا پانچ سورتیں، تیسرا سات سورتیں، چوتھا نو سورتیں، پانچواں گیارہ سورتیں، چھٹا تیرا سورتیں اور سورۃ ق سے آخر تک ۔ اس کے بعد حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں بھی مصحف کی یہی ترتیب تھی۔''

◉ امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”ومما يدل على أنه توقيفي كون الحواميم رتبت ولاء وكذا الطواسين ولم ترتب المسبحات ولاء، بل فصل بين سورها وفصل (طسم) الشعراء و(طسم) القصص بـ(طس) مع أنها أقصر منهما ولو كان الترتيب اجتهادياً لذكرت المسبحات ولاء، وأخرت طس عن القصص . “ [الاتقان:۱/۱۲۶]

''قرآن کریم کی سورتوں کے توقیفی ہونے کی دلیل یہ بھی ہے کہ تمام سورتیں جو حم اور طس سے شروع ہوتی ہیں انہیں اکٹھا ذکر کیا گیا ہے اور مسبّحات کے درمیان کئی دیگر سورتیں بھی موجود ہیں نیز یہ کہ سورۃ قصص اور شعراء کے درمیان سورۃ النمل کو لایا گیا ہے حالانکہ وہ دونوں سے چھوٹی ہے اگر ترتیب اجتہادی ہوتی تو پھر مسبحات کو اکٹھا ذکر کرنا چاہیے تھا اور قصص اور شعراء کے درمیان نمل کو لانے کی بجائے اسے قصص سے مؤخر کرنا چاہیے تھا۔''

◉ امام ربیعہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”عن سليمان بن بلال قال: سمعت ربيعة يسأل: لم قدمت البقرة وآل عمران وقد نزل قبلهما بضع وثمانون سورة بمكة، وإنما أنزلتا بالمدينة . قال: قدمتا وألف القرآن على علم ممن ألفه به . “ [الإتقان: ۱/۱۷۳]

''سلیمان بن بلال کہتے ہیں میں نے ربیعہ سے سنا کہ جب ان سے اس بارے میں سوال کیا گیا کہ بقرہ اور آل عمران کو کیوں مقدم کیا گیا ہے حالانکہ اس سے پہلے اسی زیادہ سورتیں نازل ہوئی ہیں تو انہوں نے کہا کہ ان کو اسی ذات کے علم کی وجہ سے مقدم کیا گیا جس نے قرآن کی ترتیب لگوائی ہے۔''

ائمہ کے اِن اَقوال کے علاوہ بعض مزید مرفوع اَحادیث بھی اس پر دلالت کرتی ہیں۔ صحیح مسلم شریف میں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

«اِقْرَءُوْا الزَّهْرَاوَيْنِ؛ اَلْبَقَرَةَ وَسُوْرَةَ آلِ عِمْرَانَ» . [صحيح مسلم: ۱۳۳۷]

''دو چمکنے والی سورتوں بقرہ اور آل عمران کو پڑھا کرو۔''

اس حدیث میں بھی اللہ کے رسول ﷺ نے موجودہ ترتیب کے موافق سورۃ بقرہ اور آل عمران کے اَسماء ذکر فرمائے ہیں۔

◉ امام محمود کرمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”ترتيب السور هكذا هو عند الله وفي اللوح المحفوظ وهو على هذا الترتيب كان يعرض على جبريل كل سنة ما كان يجتمع عنده ، وعرض عليه في السنة التي توفي فيها مرتين . “

[مباحث فی علوم القرآن: ۱/۱۴۵]

''سورتوں کی ترتیب موجودہ ترتیب کے موافق اللہ کی طرف سے متعین کردہ ہے اور لوح محفوظ میں بھی اسی طرح ہی موجود ہے اسی ترتیب کے موافق ہی اللہ کے رسول ﷺ سیدنا جبریل علیہ السلام سے ہر سال جتنا قرآن ان کے پاس جمع ہوتا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دور کرتے اور ایسے ہی عام وفات میں آپ ﷺ نے دو مرتبہ دور فرمایا۔''

مذکورہ اَحادیث اور ائمہ کے اَقوال کے باوصف چند ایک دلائل ایسے ہیں جو سورتوں کی ترتیب کے توقیفی ہونے میں حائل ہیں۔ جس میں ایک دلیل صحابہ کے وہ مصاحف ہیں کہ جن میں سور کی ترتیب موجودہ ترتیب عثمانی کے خلاف ہے۔ جس کی تفصیل 'الإتقان' میں دیکھی جا سکتی ہے۔ اس کی دوسری دلیل حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا وہ قول ہے جس میں آپ نے سورۃ انفال اور توبہ کو اپنے اجتہاد سے ترتیب دیا۔ نیز بخاری شریف میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایات بھی اس کے خلاف دلیل ہیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''وما يضرك أية قرأت قبل، إنما نزل أول ما نزل منه سورة من المفصل، فيها ذكر الجنة والنار...... . '' [فتح الباری:۱۱/۴۷]

جبکہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

''لقد تعلمت النظائر التي كان النبي يقرؤهن اثنين في كل ركعة فقام عبدالله ودخل معه علقمة وخرج علقمة فسألناه فقال: عشرون سورة من أول المفصل على تأليف ابن مسعود آخرهن الحواميم حٰم الدخان وعم يتساءلون . '' [فتح الباری:۱۱/۴۷]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے قرآن کی ترتیب مقرر نہیں کی تھی ایسے ہی ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ترتیب قرآن، کہ جس میں سورۃ دخان مفصل میں شامل ہے یہ ظاہر کرتی ہے قرآن کریم کی ترتیب اجتہادی ہے نہ کہ توقیفی۔ اِن دلائل کی موجودگی میں یہ کہنا مشکل ہے کہ مکمل قرآن کریم کی ترتیب توقیفی ہے البتہ ان سورتوں کے بارے میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان کی ترتیب توقیفی ہے جس کے بارے میں نبی مکرم ﷺ نے خود اِرشاد فرمایا اور پھر مصحف عثمانی میں ان کو اسی ترتیب کے موافق لکھا گیا ہے۔ واللہ أعلم بالصواب .

ضروری وضاحت

بجلی کی شدید لوڈشیڈنگ اور دیگر بعض وجوہات کی بناء پر رسالہ ہذا اکتوبر ۲۰۰۹ء سے مارچ ۲۰۱۰ء تک مشتمل ہے۔ قارئین کرام نوٹ فرمالیں۔ [ادارہ]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ